Dr Shahnaz Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. College

حالی کی ایک مثالی سوانح

حالی کی وفات کے سو برس پورے ہوئے۔ ملک کے مختلف گوشوں میں حالی اور شبلی کی وفات کا صد سالہ جشن اہتمام سے منانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ایسے میں صالحہ عابد حسین کی تحریر "یادگار حالی" کے مندرجات پر گفتگو ایک کارآمد ادبی ضرور مانا جاسکتا ہے ۱۹۵۰ء میں پہلی بار "یادگار حالی" شائع ہوئی اس وقت تک حالی کی سوانح کے بارے میں کوئی دوسری مستند کتاب سامنے نہیں آئی تھی آج ساڑھے چھ دہائیوں کے بعد اور حالی کی وفات کے سو برس گزر جانے کے باوجود شاید اس سے بہتر کسی نے سوانح نہ لکھی اپنی زبان کے سب بڑے سوانح نگار کے ساتھ یہ سلوک کہ اس کی سوانح لکھنے کی محبوری اس کے اہل خاندان تک سمٹ آئے اسے قوم کی طرف سے ایک طمانچہ جبر ہی کہا جائے گا۔ غالب اور سرسید کو حالی ملے شبلی کو سید سلیمان ندوی مل گئے دوسروں نے بھی شبلی کی سوانح پر توجہ کی لیکن حالی کی طرف اس باب میں ہمارے ادبی سماج نے خاطر خواہ پیش رفت نہیں کی اس اعتبار سے اس کتاب کے ~~دیباچے~~ دیباچے میں مصنف کی بار بار یہ توقع کہ اس کا علم کسی بڑے اور مستند ادیب کو کرنا چاہیے تھا۔ اور خواب آج بھی شرمندہ تعبیر ہے

حالی کی شخصیت کو ہم ان کی شاعری کی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ انہوں نے غالب
اور سر سید کی سوانح لکھنے کے دوران اپنی زندگی کی جو جھلک پیش کی
اس میں بھی ایک سادہ سی زندگی کے مظاہر ابھرتے ہیں۔ اسے سادا اور غیر
آرائشی تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن بے نمک اور غیر پرکار سمجھنا مناسب
ہوگا حالی کی شخصیت سادہ تو ہے لیکن اس تعمیر کی تکمیل میں پرت در پرت
کی کیفیت ہے۔ ان کی تصانیف تصنیفات اس قدر مختلف الانواع ہے جن
کی رنگا رنگی اور بوقلمونی کے مقابلے میں اردو کا کوئی دوسرا مصنف شاید
ہی ہمسری کا دعویٰ کر سکے گا غالب اور سر سید کی شخصیات بہت پیچ دار
ہے لیکن کمال یہ ہے کہ ان کی سوانح نگار کی شخصیت ان کا برعکس اس قدر سادہ ہے
کہ اس آئینے کے سامنے آتے ہی غالب اور سر سید دونوں ہی اسی طرح سادگی اور پرکاری
کا پیکر نظر آتے ہیں۔ دونوں کی زندگی کے ~~سوانح نگار کی شخصیت~~ پوشیدہ اوراق
کھلنے لگتے ہیں۔

صالحہ عابد حسین یادگار حالی جیسے بڑے کام کی اہل ہیں یا نہیں
اس کی بحث طویل تر اس لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ خود بھی بار بار اسی خواہش کا
اظہار کرتی ہیں کہ حالی کی سوانح کسی مشہور بزرگ اہل قلم کو لکھنا چاہیے تھی کم از
کم کسی ایسے بڑے لکھنے والے کو اس کام میں ضرور شامل ہونا چاہیے تو مس کا

تعلق براہ راست حالی کے خاندان سے نہ ہو۔ اس طرح حالی کی سوانح عمری
نقطۂ نظر اور بے لاگ طریقے سے مکمل دکھائی دے سکتی یہ موجود نہیں ہیں۔ وہ اظہار
اور مبالغہ آمیز ہو رہا ہماری پسند تھا۔ چونکہ کچھ ذرا ہمیں یہ یاد ہونا چاہیے
کہ صالحہ عابد حسین نے اس سوانح کو تقریباً چوبیس پچیس برس کی عمر میں لکھنا
شروع کیا۔ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ دو ڈھائی برس مسلسل محنت کے بعد یہ کتاب
مکمل ہوئی جب صالحہ نے یہ کتاب لکھی اس وقت ہماری زبان کوئی معتبر
لکھنے والی نہیں تھی۔ ابھی ابھی ان کی تصنیفات و تالیفات کی شریانیں پھوٹ
رہی تھی۔ اس اعتبار سے بھی یہ بات زیادہ پسندیدہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک
نوعمر مصنفہ کو اتنی بڑی ذمہ داری کیا صرف اس لیے اٹھانی چاہیے تھی
کیونکہ اس موضوع پر معتبر تصنیف کی ضرورت تھی اور اس وقت تک
ایسی کوئی مکمل تحریر کوئی سامنے نہیں آسکی تھی۔ اصل معاملہ یہ سمجھ میں آتا
ہے کہ سوانح حالی کی تحریر و تسوید صالحہ کے حصے دو مختلف اسباب سے آئی
خاندان حالی کا چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے بعض بنیادی ماخذات تک رسائی
تھی۔ ایسی جو آسانی تھی وہ شاید ہی کسی دوسرے فرد کو ہو سکتی تھی صالحہ نے اپنے
خاندانی ماخذات کو بڑے سلیقے سے لکھیں ہیں

Shahnaz

Scanned with CamScanner